امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تحریر: قاضی حبیب الرحمٰن منصور پوریؒ

نام ونسب: عمر نام۔ ابو حفص کنیت ہے۔ آپ کا نسب عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن ازراح بن عدی بن کعب بن لوی القریشی العدوی ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام ونسب حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن محزوم ہے۔

حالات: ۱۳ ولادت نبوی ﷺ کو مکہ میں پیدا ہوئے عرب کے دور جاہلیت میں سفارت کا عہدہ انہیں کے سپرد تھا اور ثالث بھی یہی ہوا کرتے تھے۔ تجارت پیشہ اور تجارت ہی میں اتنی ترقی کی کہ شاہانِ روم وفارس کے درباروں میں بارسوخ ہو گئے تھے۔

اسلام: ۶ نبوت (مطابق ۴۶ ولادت نبوی) میں بعمر ۳۳ سال اسلام سے مشرف ہوئے۔ قبل ازیں نبی ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف بہت متشدد تھے۔ حضرت عمرؓ سے پیشتر ۳۹ مرد اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کے قبول اسلام کی تقریب اس طرح ہوئی کہ ایک روز تلوار لگائے مکہ کے ایک کوچہ میں چلے جا رہے تھے، راہ میں نعیمؓ بن عبد اللہ ملے پوچھا: عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا! محمد ﷺ کو قتل کرنے چلا ہوں، اس نے دانشوران قریش کو بیوقوف گردانا ہے اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے ہیں نعیمؓ نے کہا اللہ کی قسم تم بہت بری راہ چل رہے ہو اور یہ سخت نادانی کی بات کر رہے ہو۔ عمر بولے میں گمان کرتا ہوں کہ تم بھی مسلمان ہو گئے ہو اور اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے تو تم ہی سے آغاز کروں۔ نعیمؓ نے کہا میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ یہ دین تمہارے گھرانے میں داخل ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کیا؟ انہوں نے کہا آپ کی بہن اور آپ کے بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمر غصہ میں بھرے ہوئے لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ ایک ایک دو دو کمزور نادار مسلمانوں کو صاحب استطاعت مسلمانوں کی کفالت میں دے دیا کرتے تھے۔ اور ان کی ضروریات اسی مسلمان کے ہاں سے پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ عمر وہاں سے اپنی بہن کے ہاں آئے دروازہ بند تھا۔ اندر سے کچھ آدمیوں کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون؟ کہا ابن الخطاب! آواز سن کر وہ بکھر گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا۔ اندر قدم رکھتے ہی بہن کو مارنا شروع کیا۔ اتنا مارا کہ انہیں لہولہان کر دیا۔ آخر انہوں نے روتے ہوئے کہا عمر! تم سے جو بن آئے کرو میں تو مسلمان ہو چکی ہوں پھر یہ اسی غصے میں تخت پر جا بیٹھے مکان کے ایک طرف کچھ اوراق پر نظر پڑی انہوں نے اسے پڑھنا چاہا بہن نے اسے

دکھانے سے انکار کیا اور انہوں نے اصرار کیا آخر بہن نے کتاب دے دی اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی دیکھی۔ لرز گئے کتاب ہاتھ سے گر پڑی پھر جب دل قابو میں آیا اسے اٹھا کر پڑھنا شروع کیا جب اسماء الٰہی میں سے کسی نام پر پہنچتے تو بے خود ہو جاتے۔ بالآخر ان کا دل رقیق ہو گیا۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور کہا ابن الخطاب تمہیں بشارت ہو رسول اللہ ﷺ نے دوشنبہ کے دن دعا کی تھی کہ یا اللہ دو شخصوں میں ایک عمرو بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ دے اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے حق میں تھی۔ لہٰذا ہم سب تمہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو ان کی صداقت کا یقین ہو گیا وہ ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں لائے مسلمان ان سے بخوبی واقف تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون؟ جواب دیا ابن الخطاب۔ صحابہؓ نے دروازہ کھولنے میں تأمل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو اسے ہدایت فرمائے گا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور حاضرین میں سے دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا کرتہ پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا اور فرمایا ابن الخطاب اسلام لاؤ کہا لا الٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ: اس پر مسلمانوں نے ایسے زور سے تکبیر کہی کہ مکہ معظّمہ کے گلی کوچہ میں سنی گئی حالانکہ اس سے پیشتر مسلمان پست آواز میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

<u>سیدنا عمرؓ کے قلب میں کیفیات اسلام</u>: اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا عمرؓ حالت کفر میں مسلمانوں کی مخالفت اور ایذا رسانی میں شدید تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کیلئے نکلنا۔ نعیمؓ کو قتل کی دھمکی دینا۔ اپنی بہن کو زدوکوب کرنا بیّن شواہد ہیں کہ ان کو اسلام، بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حلقہ بگوشان اسلام سے کس قدر منافرت تھی اب جبکہ ان کا شرح صدر ہوا تو وہی جذبات اسلام کیلئے ابھرے اور کفار کو گن گن کر ان کی کافرانہ کرتوتوں کا جواب دینے لگے۔ اب یہ عالم تھا کہ سیدنا عمرؓ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ کوئی بے یارومددگار مسلمان تو اسلام کیلئے پٹے اور عمرؓ محبوب اسلام کے کوچہ میں ایذاء پسندی کی لذت سے بے ذوق و نا آشنا رہے بلکہ یہ چاہتے تھے کہ جن جن مصیبتوں اور دقتوں کو سہہ سہہ کر جملہ مسلمان پختہ ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح پختہ ہو جائیں۔ چنانچہ یہ ذوق انہیں پہلے اپنے ماموں کے گھر لے گیا۔ شرفائے قریش میں اس کا شمار تھا۔ سیدنا عمرؓ نے اس سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس نے تعجب سے کہا ہیں! ایسا نہیں کہا ہاں ہاں۔ اس نے منع کیا اور کہا: ایسا مت کرنا، کہا: میں تو ہو چکا۔ اس نے مکرر کہا دیکھو ایسا نہ کرو اور یہ کہہ کر مکان سے باہر نکال دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ سیدنا عمرؓ کے دل ایذا طلب کو یہ پسند نہ آیا جوش نے پھر انگیختہ کیا اور کہا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا ایک اور قریشی رئیس کے ہاں پہنچے اس نے بھی ان کو صرف نکال

دینے پر اکتفا کیا۔ یہ یہاں سے بھی پلٹے اب انہیں ایک شخص ملا اس نے ان کو بتایا کہ اگر تم اپنے اسلام کا اظہار کرنا چاہتے ہو تو جمیل بن عمر کے پاس جاؤ اس سے راز نہیں بچتا۔ اس کو چپکے سے جا کر کہہ دینا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو وہ شور مچا کر اعلان کر دے گا۔ چنانچہ سیدنا عمرؓ نے ایسا ہی کیا وہ خانہ کعبہ میں آیا اور پکار کر کہا لوگو عمر بن الخطابؓ مسلمان ہو گیا۔ یہ سننا تھا کہ سب نے سیدنا عمرؓ کو مل کر مارنا شروع کیا کفار انہیں مارتے تھے۔ جب ان کے ماموں کو معلوم ہوا تو انہوں نے آستین چڑھا کر کہا میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں لوگ ہٹ گئے۔ غیرت عمری کو یہ مداخلت بھی پسند نہ آئی ان کی اخوت مأمون و مصئون رہیں۔ ایک روز اپنے ماموں سے کہا میں آپ کی پناہ واپس کرتا ہوں۔ اس نے کہا بھانجے ایسا نہ کرو انہوں نے پھر وہی انکار کیا اس نے کہا بہتر تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو اس کے بعد پھر یہ اسی طرح کفار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

ہجرت: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے کوئی ایسا مہاجر معلوم نہیں جس نے ہجرت خفیہ طور پر نہ کی ہو مگر ابن الخطابؓ اعلانیہ نکلے۔ جب سفر ہجرت کو نکلے اول بدن پر ہتھیار سجائے تلوار گلے میں حمائل کی، کندھے پر کمان رکھی، تیر سنبھالے اور نیزہ بلند کئے ہوئے کعبہ کی طرف گئے۔ گروہ قریش کعبہ کے گرد موجود تھا۔ سیدنا عمرؓ نے تمکنت سے سات بار طواف کیا پھر مقام ابراہیم میں آ کر اطمینان سے نماز پڑھی۔ پھر ایک ایک دروازہ پر جا کر کہا جو شخص اپنی ماں کو رلانا، اپنے بیٹے کو ماتم میں مبتلا کرنا اور اپنی بیوی کو رنڈوا بنانا پسند کرتا ہو وہ ہم سے اس وادی کے پار آ کر ملے۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر رفاعہ بن المنذر کے ہاں قیام کیا۔ لوگوں نے نبی ﷺ کی نسبت دریافت کیا، کہا: عنقریب تشریف لا رہے ہیں۔

شرکت غزوات: تمام غزوات میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے اور ثابت قدم رہے۔ جنگ احد میں ابو سفیان سے گفتگو انہیں نے کی تھی اور جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل کی رائے ان ہی نے دی تھی۔ (اسد الغابہ)

خدمات: سیدنا عمر فاروقؓ کی خدمات میں سے اول خدمت یہ ہے کہ:

قرآن مجید: اگرچہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے حکم سے اور انہیں کے عہد میں جمع کیا گیا مگر یہ تجویز سیدنا عمر فاروقؓ کی تھی اور انہیں کے اصرار سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حکم صادر فرمایا تھا۔

حدیث: سیدنا عمر فاروقؓ نے محدثین کیلئے ورود شک پر نقل حدیث میں ثبت روایت کی سنت کو قائم فرمایا ایک دن

سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نے سیدنا عمر فاروقؓ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم میں سے تین بار سلام کرے اور اسے جواب نہ ملے تو اسے لوٹ جانا چاہئے سیدنا عمرؓ نے اس پر گواہ طلب فرمایا چنانچہ سیدنا ابوسعید خدریؓ نے گواہی دی (تذکرۃ الحفاظ ذہبی وادب المفرد للبخاری)

<u>اعلائے کلمۃ اللہ:</u> سیدنا عمر فاروقؓ کے قبول اسلام پر مسلمانوں نے تکبیر بلند کی۔ یہ سیدنا عمر فاروقؓ ہی کی خصوصیت ہے۔ پھر ان کی فاروقیت کا کمال ہے کہ اسلام لاکر بے مثال جرات کے ساتھ کفار قریش میں اس کا اعلان کیا۔

<u>نماز تراویح:</u> ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی جماعت سیدنا عمر فاروقؓ نے قائم فرمائی۔ چنانچہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے کہ انہوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے گیارہ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ (مؤطا امام مالک)

<u>اذان:</u> اذان کے کلمات بھی سیدنا عمر فاروقؓ کی تجویز سے رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمائے تھے۔

<u>زکوٰۃ:</u> زکوٰۃ کی آمدنی کے اندراج کی غرض سے بیت المال قائم فرمایا۔

<u>حج:</u> سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے آپ ہی امیر الحجاج مقرر ہوا کرتے تھے اور اپنے زمانہ خلافت میں بنفس نفیس امیر الحجاج ہوا کرتے تھے۔

<u>جہاد اور جنگی خدمات:</u> سیدنا عمرؓ جیسا کہ ہم قبل از تحریر کر آئے ہیں عہد نبوت میں تمام غزوات میں شامل رہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں فتوحات کی جو داغ بیل پڑی تھی ان کی تکمیل ان ہی کے عہد میں ہوئی۔ چنانچہ شام وفلسطین کی مہمات ان ہی کے عہد میں سرانجام ہوئیں اور پھر عراق' فارس اور دیار مصر کی فتوحات انہیں کے زمانہ خلافت اور حسن سیاست کی زریں یادگاریں تھیں جن کی آزادی وصیانت آج ہم اپنی سہل انگاری وعیش پسندی' زیاں کاری وتفرقہ بندی کے طفیل کھو بیٹھے ہیں۔

<u>وفات:</u> 26 ذی الحجہ 23ھ کی صبح کو مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کی جماعت کرا رہے تھے کہ فیروز نامی مجوسی المذہب غلام نے دودھارے خنجر سے زخمی کیا اور یکم محرم 24ھ کو انتقال فرمایا اور نبی ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن کئے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) سیدنا صہیبؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔